بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شوئنگ فلاور نے یہ ناول (تیرے نام) صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (تیرے نام) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیو ایرا میگزین

اتنی زوروں سے بارش برس رہی تھی شبہ تو یہی ہو رہا تھا کہ جیسے آسمان کو بھی کوئی درد ملا ہو اور چیخ چیخ کے رو رہا ہے کسی اور کا کیا نظریہ تھا بارش کے بارے میں یہ تو معلوم نہیں بحر حال یاور آفندی کو تو ایسا ہی لگ رہا تھا کہ اس کی طرح آج آسمان بھی تڑپ رہا ہے دوہائی دے رہا ہے ہاں ایک بات تو وہ بھی نہیں جان پایا کہ آسمان اپنے کسی فعل سے نادم یا پشیمان ہے اس کی طرح یا پھر کسی سے ٹھکرائے جانے کے دکھ میں سلگ رہا ہے یاور نے کھڑکی کا پردہ برابر کیا اور ویل چیئر گھسیٹ کر بیڈ کے قریب آ گیا گلاسز لگائے رائیٹنگ ٹیبل پر پڑی کالے رنگ کے کور میں لپٹی ڈائیری کو اٹھایا اور اس ڈائیری کی لیمینیشن کے اندر ہاتھ سے بنی ایک سفید کاغذ کی چیٹ چسپاں تھی اس پر لکھے حروف بڑبڑائے "تیرے نام"۔۔۔ وہ یہ ڈائیری پہلی بار تو ہر گز نہیں پڑھنے لگا تھا آج وہ 40 سال کا بڈھا جانا جاتا ہے اور یہ ڈائیری کو وہ 8 سالوں سے نا جانے ہزاروں بار پڑھ چکا ہے حفظ تھی اسے یہ ڈائیری مگر پھر بھی لفظوں پر انگلی پھیر کر اور صفحوں کو چھو کر اسے سکون ملتا ہے جب بھی بے چینی اور درد حد سے بڑھ کر محسوس ہو رہا ہو تو وہ یہ ڈائیری پڑھتا۔۔۔

یاور نے ڈائیری کا پہلا ورق پلٹا جس پر سیاہ مارکر سے بڑا سا نام لکھا تھا "شہوار جبین" نیچے ایک تصویر لگی تھی جس کا منظر کچھ یوں تھا کسی جنگل میں ایک درخت کے ساتھ لڑکی ٹیک لگائے کھڑی تھی اور آنسو اس کی گال پر بہہ رہے تھے کسی آبشار کی مانند آنکھوں کا کاجل پھیل چکا تھا اور آنکھوں کے گرد سیاہ رنگ لگا بہت بھیانک لگ رہا تھا۔۔۔

New Era Magazine

یاور نے ایک لمبا سانس کھینچا اور ایک اور ورق پلٹ دیا جس کی تحریر اس ڈائیری کو مکمل پڑھنے پر مجبور کرتی ہے۔۔یاور ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر اسے پڑھنے لگا تھا۔۔۔

تیرے نام۔۔۔۔۔۔۔

تیرے نام ہم نے کیا ہے

جیون اپنا سارا صنم۔۔

پیار بہت کرتے ہیں تم سے

عشق ہے تو ہمارا صنم

نینوں سے بہتے اشکوں کے دھاروں میں

ہم نے تجھکو دیکھا چاند ستاروں میں

اب تو سانسیں تیری مالا جپتی ہیں

تیرے لیے اس دنیا کا

ہر ستم ہے گوارہ صنم

گلشن بھی اب تو ویرانہ لگتا ہے

ہر اپنا ہم کو بیگانا لگتا ہے

ہم تیری یادوں میں کھوئے رہتے ہیں

لوگ ہمیں پاگل دیوانہ کہتے ہیں

تیرے بنا نا ممکن ہے

New Era Magazine

زندگی کا گزارا صنم

نیندوں میں آنکھوں میں پیاسے خوابوں میں

تو ہی تو ہے یارا مہکی سانسوں میں

ہر بے چینی رہ رہ کے یہ کہتی ہے

ہر دھڑکن میں تیری چاہت رہتی ہے

تیرے سوا اس دریا کا

نہیں کوئی کنارہ صنم

دوری ہے مجبوری ہے تنہائی ہے

تیری یاد ہمیں کس موڑ پہ لائی ہے

اپنی تو منزل ہے تیری راہوں میں

جینا مرنا ہے اب تیری باہوں میں

تیرے لیے اس دنیا کا

ہر ستم ہے گوارہ صنم

پیار بہت کرتے ہیں تم سے

عشق ہے تو ہمارا صنم

عشق ہے تو ہمارا صنم۔۔!!

اس کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں قریب تھا کہ وہ چھلک پڑتیں دروازے پر ہونے والی دستک نے یہ تسلسل توڑ دیا۔۔

آجاؤ امجد بابا" یاور نے آنکھوں کے کنارے صاف کیے۔

"یاور بابو آپکے سونے کا وقت ہے چلیے دوائی کھائیں اور سو جائیں "امجد بابا جو کہ یاور کا اکیلا سہارا تھا اس کی ہر بات سے واقف تھا ہر عادت سے بڑے پیار سے ڈائیری کو یاور سے لے کر ٹیبل پر رکھا اور انہیں بیڈ پر لیٹا دیا۔۔۔

"یاور بابو آپ نے پھر سے ڈائیری پڑھنی شروع کر دی ابھی دو دن پہلے تو مکمل کی تھی، نہ جلایا کریں خود کو بار بار پڑھ کر، مجھ سے آپکی پھر یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔۔۔"امجد بابا نے غمزدہ ہو کر ایک بار پھر یاور سے التجا کی جو کہ وہ پچھلے کئی سالوں سے کر رہا ہے مگر یاور کو کہاں سکون آتا ہے

"اسے نہ پڑھ کر کیا کروں امجد بابا اس کے سہارے تو میں سانس لے رہا ہوں یہ بھی نہ ہوتی تو شاید میں 10 سال پہلے کا ہی مر چکا ہوتا" یاور نے دوائی کھائی اور پھر امجد بابا نے کمبل اوڑھا کر لائیٹ بجھا دی۔۔۔

"اب سو جایئے گا رات بھر پھر کسی خیال میں جاگ کر طبیعت خراب نہ کرنا بابو شب بخیر "امجد نے دروازہ بند کیا اور چلا گیا وہ جانتا تھا اس کے لاکھ سونے کی تاکید کرنے کے باوجود یاور نے نہیں سونا اور یہ بات 100 فیصد سچ تھی یاور نے لیمپ آن کیا دیوار پہ سامنے لگی تصویر کو دیکھنے

New Era Magazine

لگا یہ تصویر ڈائیری پہ لگی تصویر کی ہی کاپی تھی وہ بے خودی میں اسے دیکھے گیا اور اس کی پچھلی زندگی کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں میں چلنے لگی۔۔۔

جب یاور کو خبر ملی تب وہ ابھی آفس میں ہی تھا 5 ماہ پہلے ہی تو اسے نوکری ملی تھی اور کچھ دنوں سے بنگلہ بھی مل گیا لاکھ جلد نکلنے کی کوشش کے باوجود وہ کافی دیر کر چکا تھا جب وہاں پہنچا تو پتا چلا اسے دفنا دیا گیا ہے، وہ چچا چچی کی پاس آیا تعزیت کی اور وقت پر نہ پہنچنے پر معزرت چچا نے بھی کچھ نہ کہا وہ جانتے تھے اتنی دور سے آتے وقت لگ ہی جاتا ہے۔۔۔ 1 دن ٹھہرنے کے بعد جب وہ واپس جا رہا تھا اپنی بہن سے پیکنگ کا کہہ کر چچا چچی سے ملنے اُن کے کمرے کی جانب مڑنے ہی لگا تھا کہ کسی نے آواز دی

"یاور بھائی، یاور بھائی بات سنیں" پیچھے شہوار کی بہن اور چچا کی بیٹی انشراہ نے اسے آواز دی تھی۔۔۔

"ہاں بولو انشی، کیا بات ہے" یاور نے پاس جاتے ہوئے کہا۔۔۔

"یاور بھائی 2 منٹ کے لیے میرے ساتھ آیئے مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔" انشراہ نے مدھم آواز میں جھجکتے ہوئے کہا۔۔۔

"چلو تم میں چچا چچی سے مل کر آتا ہوں"، جب وہ چچا سے مل کر جانے لگا تو اسے یاد آیا انشراہ نے کوئی بات کرنی تھی وہ سڑھیاں چڑھ کر انشراہ اور شہوار کے مشترکہ کمرے میں آگیا، جہاں

New Era Magazine

انشراہ بیڈ پر بیٹھی کچھ ہاتھ میں پکڑ کر رو رہی تھی، یاور بھی خاموشی سے اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔

"میں جانتا ہوں انشی سب کے لیے شہوار کی موت بہت بڑا صدمہ ہے مگر یہ خدا کی رضا ہے انشی ہم انسان اس کی لکھی قسمت کو مٹا کر من چاہی نہیں لکھ سکتے، میں شہوار کو زیادہ تو نہیں جانتا کیونکہ بہت کم میری بات چیت ہوئی اس سے ہاں اس کے بارے میں اکثر امی ابو اور یسرا سے سنتا رہتا تھا وہ واقعی تعریف کے قابل تھی اب ہم اس کے لیے دعا کر سکتے ہیں۔۔۔" یاور نظریں فرش پر گاڑھے بول رہا تھا اور انشی اس دوران اسے چپ کیے سن رہی تھی۔ انشراہ نے آنسو صاف کیے۔۔۔

"یاور بھائی یہ آپ کے لیے" انشی نے ہاتھ میں پکڑی ڈائیری اور ایک کاغذ اس کی طرف بڑھایا جسے یاور نے پکڑ لیا اس نے تہہ شُدہ کاغذ کھولا اور اسے پڑھنے لگا۔۔۔

"میری پیاری بہن انشراہ مجھے پتا ہے تم اپنی آپی سے بہت محبت کرتی ہو تو تم میرا یہ کام ضرور کرو گی، انشی یہ ڈائیری اگر تمھیں میری ڈولی اٹھنے کے بعد ملے تو اسے خاموشی سے بنا کھولے جلا دینا اور اگر میرا جنازہ ہو جانے کے بعد ملے تو میری یہ امانت یاور کو دے دینا، اپنی بہن کے لیے سکون کی دعا کرتی رہنا"۔۔۔ تمھاری جھلی آپی شہوار جبین"۔۔۔

یاور نے ایک نظر انشراہ کو دیکھا اور کاغذ کو ویسے ہی تہہ کر دیا۔۔۔

"میں نے اسے نہیں کھولا یاور بھائی آپی نے کہا امانت سو میں نے اپنا فرض ادا کر دیا، اس میں کیا ہے یہ آپی جانتی تھی یا خدا یا پھر آپ جان جائیں گے، بس مجھے آپ سے یہی بات کرنی تھی، میں

نیچے جا رہی ہوں آپ بھی آ جائیں" انشی یہ کہتی رکی نہیں اور چلی گئی یاور ڈائیری کو دیکھتا رہا کالے رنگ کی ڈائیری جس پر کچھ لکھا تھا اس نے شرٹ کی جیب میں لگائے گلاسز آنکھوں پہ لگائے اور اسے پڑھنے لگا

"تیرے نام۔۔" ڈائیری کو ہاتھ میں پکڑے وہ نیچے آ گیا اسے بیگ میں رکھا اور بیگ کو اٹھا کر باہر سب کو خدا حافظ کہا اور نکل پڑا۔۔۔

❄❄❄❄❄❄

سارے راستے وہ کاغذ کو گھورتا رہا جس پر 2 ماہ پہلے کی تاریخ درج تھی وہی تاریخ جس دن یاور کی جیا سے منگنی ہوئی تھی مطلب 2 ماہ پہلے کی یہ ڈائیری لکھی جا چکی تھی اسے عجیب سا لگ رہا تھا اور سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ شہوار نے اس کے لیے کیوں دی ان کے درمیان کچھ بھی تو نہ تھا نہ دوستی نہ ہی رشتے داروں جیسے مراسم جب بھی ملے سلام سے آگے کبھی بات نہیں تھی کی کبھی حال احوال بھی نہیں تھا پوچھا سالوں بعد ملاقات ہوتی جو سلام سے شروع ہوتی اور وہیں ختم نہ لمبی بات چیت کچھ بھی تو نہ تھا اچانک یاور کو کیا سوجھی اس نے کاغذ کے ٹکڑے کر کے بس کی کھڑکی سے باہر اچھال دیے۔۔۔

جب اس نے پہنچ کر بیگ کھولا تو سامنے وہی کالے رنگ کی ڈائیری ملی اس نے غصے سے بیگ پٹخا اور امجد بابا کو آواز دی جو کہ اس کی ایک ہی آواز پر دوڑتے چلے آئے

"امجد بابا اسے سٹڈی کی الماری میں رکھ دیں" وہ غصے سے کہتا واش روم میں چلا گیا اور امجد بابا نے اس ڈائیری کو اس الماری میں رکھا جس کی کتابوں کو کبھی بھولے سے بھی یاور ہاتھ نہیں لگاتا۔۔۔

دن گزرتے گئے اور وہ ڈائیری یاور کے ذہن سے ایسے مٹ گئی جیسے اسے دفنا دیا ہو اور بھولے سے بھی جس کی قبر پر کوئی فاتحہ نہ پڑھتا ہو۔۔۔دن مہینوں اور پھر سالوں میں بدلتے گئے جیا اس کی کولیگ تھی منگنی کے بعد لگاؤ شدید ہو گیا 2 سال بعد ہی اس کی شادی جیا سے ہو گئی۔۔ ۔بہت خوش تھے سب، جیا آزاد خیال لڑکی تھی جسے ہر وقت رنگوں سے بھری زندگی پسند تھی ۔،۔،شادی کا ایک سال جیسے تیسے گزر گیا جیا یاور کی بے تحاشا ڈھیل سے بہت خود سر ہو چکی تھی دن پارٹیوں اور سیر و تفریح میں گزرتا تو رات کلب میں، جب یاور کے گھر والوں کو جیا سے شکایت ہوئی تو جیا نے بھی یاور سے کہہ دیا یا اپنے ماں باپ کی سنے یا پھر میری اسے ماں باپ سے بھی محبت تھی اور جیا سے بھی، جیا بہت کچھ یاور سے اپنے نام کروا چکی تھی جب بھی اسے سمجھانے کی کوشش کرتا وہ مزید بگڑ جاتی اور ایک دن یاور نے ماں باپ کو خیر آباد کہہ دیا والدین بے بس تھے سو خاموشی سے یہ صدمہ بھی قبول کر لیا جس اولاد سے سب سے زیادہ لگاؤ تھا اسی نے ہی ٹھکرا دیا،،

یاور اپنی زندگی میں مصروف تھا جس سے جیا کو کوئی سروکار نہیں تھا وہ اپنا ایک الگ سے بزنس سٹیبلش کر چکی تھی اور یاور ایک ہارا ہوا پنچھی تھا یا خریدا ہوا غلام جو سر جھکا کر حکم کی تعمیل کرنے کا پابند ہو،۔۔۔۔

قسمت کی ستم ظرفی یا خود کا کیا سامنے آیا، ایک رات یاور کا ایکسیڈنٹ ہوا جس میں اس کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں 6 ماہ تک تو جیا نے برداشت کیا جب ڈاکٹرز نے کہا یہ ہمیشہ کے لیے اپاہج ہو چکے تو وہ سب کچھ ختم کر کے چلی گئی یاور نے کسی ہارتے ہوئے جواری کی طرح اسے آخری بار بھی بہت سمجھایا مگر وہ تو جیا تھی اپنی کرنے والی کسی کا حکم بھلا کب اس نے مانا اور کوئی حکم کرے تو اس کی تو ماں بھی روئے، یاور کی ماں نے بہت رویا تھا وہ بھی برداشت کر گئیں تھیں مگر اب باری صرف یاور کے رونے کی تھی فقط یاور کی اور جیا چلی گئی کبھی نا واپس مڑنے کے لیے۔۔، جیا نے 2 ہفتوں کے بعد ہی طلاق کا نوٹس بجھوا دیا لیکن اس بار یاور نے بھی کوئی پیشکش نہ کی اور طلاق پیپرز پر دستخط کر دیے۔۔۔۔ تب یاور بہت رویا وہ سب کچھ ہار گیا تھا اسے کبھی کبھی لگتا کسی کی بددعا اسے لے ڈوبی ہے،،،،، بہت محنت کے بعد پتہ چلا اس کے والد کی وفات ہو چکی اور ماں بہن کے ساتھ کسی دوسرے ملک میں چلی گئیں یسرا کی بہت اچھی جگہ شادی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اکیلا ہو گیا تھا بلکل تنہا صرف ایک سہارا تھا تو وہ تھے امجد بابا اس کے نوکر جسے اس نے کبھی نوکروں کی حیثیت نہیں تھی دی دل سے اسی لیے عزت کرتا تھا اور امجد بابا کو بھی یاور سے دلی لگاؤ تھا،،،،

New Era Magazine

ایک دن اپنے اپاہج ہونے کے 2 سال بعد وہ سٹڈی میں گیا اس کا دل ہر کام سے اچاٹ ہو گیا تھا وہ الماری میں سجائی گئی کتابوں کو دیکھنے لگا اچانک ہی اس کی نظر اس کالے رنگ کی ڈائیری پر پڑی وہ ویل چیئر کو گھسیٹ کر الماری کے قریب آ گیا مگر ڈائیری اونچی تھی ہاتھ نہیں پہنچا وہ ایک سرد آہ بھرتا امجد بابا کو آوازیں دینے لگا

"کیا ہوا بابو" امجد کو لگا شاید وہ گر گیا ہو گیا کیونکہ وہ اکثر گرتا تھا

"بابا وہ کالے رنگ کی ڈائیری نکال کر دیں میرا ہاتھ نہیں پہنچ رہا" یاور نے ہاتھ کے اشارے سے امجد بابا کو کہا۔۔۔

"یہ لیں، ویسے بابو آپکے آرام کا وقت ہو چلا اسے پھر کسی دن پڑھ لینا" امجد بولتا گیا مگر یاور کو کچھ نہیں تھا سنائی دیا جب اس نے ڈائیری کو دیکھا تھا اور اس پہ درج لفظ زیر لب کیے اس کی تو سماعت گویا کھو گئی وہ تو بھول چکا تھا اس ڈائیری کو اسے تو یاد بھی نہیں تھا کہ کسی کی دی ہوئی امانت اس کے پاس کسی غیر مذہب کی لاش سرد خانے میں پڑی ہوئی ہو کی مانند یہ ڈائیری پڑی تھی

"یاور بابو، بابو آپ ٹھیک تو ہیں" امجد نے جب کوئی بھی جنبش یاور کی نہ دیکھی تو پریشان ہو گیا۔۔۔

"ٹھیک ہوں میں بابا، آپ مجھے کمرے میں لے چلیں" یاور نے ڈائیری کو گود میں رکھ لیا۔۔۔

"لائیں ہم یہ کتاب رکھ دیتے ہیں پھر پڑھ لینا بابو" امجد نے کتاب لینے کو ہاتھ بڑھایا تو یاور نے کہا

New Era Magazine

"نہ نہ نہ بابا میں اسے کمرے میں جا کر پڑھنا چاہتا ہوں بہت لاپرواہی برت لی اس سے میں نے اب اور نہیں اب مجھے اسے پڑھنا ہے کسی نے بڑے مان سے یہ دی تھی مجھے، میں نہیں جانتا کیوں دی تھی مگر آج وہ زندہ ہوتی تو شاید میں اتنی دیر نہ کرتا کیونکہ اس نے پوچھنا تھا آپ نے پڑھی یا نہیں وہ نہیں تھی تو میں بھی بھول گیا اب اور نہیں میرا تجسس بڑھ رہا ہے یہ سات سالوں سے میرے پاس پڑی ہے کچھ تو ہو گا اس میں کوئی تو مقصد ہو گا مجھے دینے کا آپ مجھے کمرے میں لے چلیں میں اسے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں" امجد نے جیسے آپکی مرضی بابو کہا اور اسے کمرے میں لے آیا دن کے 12 بج رہے تھے مگر کمرے میں پھیلی تاریکی ویرانی رات کا اندیشہ دے رہی تھی "اب آپ جائیے بابا" امجد خاموشی سے پلٹ گیا۔۔۔۔۔

یاور نے ڈائیری کا ٹائٹل ایک بار پھر دیکھا اس پہ لکھی تحریر پڑھی اور پہلا صفحہ کھولا جس پر دینے والے کا نام تھا اس نے نام کے نیچے لگی تصویر کو بڑی دلچسپی سے دیکھا اسے وہ لڑکی خود کی طرح بے بس تکلیف میں مبتلا اور وقت کے ہاتھوں ہاری ہوئی لگی، اس کا تجسس مزید بڑھ گیا اس نے اگلا صفحہ بھی پلٹ دیا جس پر لکھی ایک لمبی تحریر پڑھنے میں محو ہو گیا، جس کا ہر لفظ اسے کچھ اشارے دے رہا تھا کوئی بات کہہ رہا تھا کوئی گتھی سلجھا رہا تھا۔۔۔۔۔

اچانک لیمپ کی روشنی بجھ گئی تو یاور ماضی سے باہر آیا اسے معلوم بھی نہیں ہوا کے ماضی میں اتنا کھو گیا تھا کہ خود پہ طاری کیفیت کو بھی نہ سمجھ پایا اس کی آنکھوں سے اسکی ذات کی طرح کرچی کرچی ہوئے آنسو گر رہے تھے۔۔۔ یاور نے ایک آہ بھری اور سر تک کمبل اوڑھ کر سو گیا۔۔

--

New Era Magazine

❄❄❄❄❄❄

"ویسے امجد بابا بارش ہو جانے کے بعد دھوپ بڑی شاندار ہو جاتی ہے، ہے نا" امجد بابا یاور کو لان میں لے آئے تھے کافی دنوں کے بعد بہت اچھی دھوپ نکلی تھی اسی لیے یاور بھی تھوڑا اچھا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

"آپکے لیے چائے لاؤں یاور بابو" ٹیبل کے پاس چیئر کو روکتے ہوئے امجد بابا نے پاچھا۔۔۔

"جی بابا اچھی سی چائے لائیں اور ایک کام کریں کمرے سے وہ ڈائیری بھی لا دیں" ڈائیری کا سنتے ہی امجد کے تاثرات بدل گئے۔۔۔

"بابو آپ۔۔۔۔"

"پلیز نا بابا لا دیں" امجد کی بات کاٹ کے یاور نے کہا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے میں لایا یہاں سے اب ادھر اُدھر نا ہو جانا بابو۔۔۔"

"ہاہاہا نہیں ہوتا بابا" امجد بابا ہنستے ہوئے چلا گیا اور یاور نے ایک لمبا سانس کھینچا۔۔۔۔

امجد بابا ڈائیری دے کے جا چکے تھے یاور نے اس سے اگلہ ورقہ نکالا جہاں تک وہ کل پڑھ چکا تھا۔۔۔۔اسے ہمیشہ یہی بات سب سے زیادہ تکلیف دیتی جب وہ لکھی تحریر کے نیچے تاریخ دیکھتا جس میں دن مہینے اور سال کا لکھا ہوتا جب شہوار کا انتقال ہوا تب وہ صرف 22 سال کی کم عمر لڑکی تھی اور یہ تاریخ اس سے 6 سال پہلے کی تھی۔۔۔۔یاور نے تحریر پہ انگلی رکھی اور پڑھنا شروع کیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

New Era Magazine

اگر میں خاموش ہوں تو کسی وجہ سے ہوں

کیا تمھیں میری خاموشی سے ڈر نہیں لگتا۔۔؟؟

میرے دل کی بے آواز صدائیں تمھیں سنائی نہیں دیتی ہیں۔۔؟؟

آخر تمھارے سینے میں بھی جزبات سے لبریز دل ہے کوئی پتھر تو نہیں ہے۔۔؟؟

میں اپنی اس حالت کی خود ہی قصوروار ہوں۔۔۔۔۔ مگر

ایسا بلکل بھی نہیں ہے کہ میں بے بس ہو کہ تمھیں بدعائیں دیتی ہوں مجھے معلوم ہے کہ خدا سب دیکھ رہا ہے۔۔۔۔

میں تو بس اس بات سے ڈرتی ہوں کہ میری آہیں اور آنسو کہیں عرش کو نہ حرکت میں لے آئیں۔۔۔۔اور اگر ایسا ہو گیا تو۔۔۔۔

تم تباہ ہو جاؤ گے تم نقصان اُٹھاؤ گے تمھاری زات تہس نہس ہو جائے گی

تو بتاؤ پھر تم کیا کرو گے۔۔۔؟؟ تم چیخو گے چلاؤ گے دھاڑیں مار مار کے رؤو گے تو سنو سنگدل بے حس ابنِ آدم تب کچھ نہیں ہو گا تم ٹھکرائے جاؤ گے اور تمھیں نا قابلِ معافی سزا ملے گی۔

۔۔۔اور تم اس وقت میری طرح بے بس ہو گے۔۔۔!!

خود کو کیوں اس دلدل میں لے جانے کے خواہاں ہو۔۔۔۔بس کر دو مجھے بھی اس بے نام درد سے نجات دو اور خود کو بھی اس آفت سے بچاؤ۔۔۔ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا میں مرنا تو قبول

کر سکتی ہوں مگر تمھیں بد دعا نہیں دے سکتی، تمھاری تباہی مجھ سے برداشت نہ ہو گی۔۔۔سن لو خدارا سن لو صرف ایک بار میری پکار کو سن لو صرف ایک بار صرف ایک بار۔۔۔۔

یاور کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں اس نے قرب میں آنکھوں کو زور سے میچ لیا۔۔۔

"کاش ایسا ہو جاتا شہوار کاش میں دل کی آنکھیں بھی کھول کے رکھتا کاش مجھے معلوم ہو جاتا کوئی ابہام مل جاتا لیکن میں اپنے مدار میں گم رہا تم نے مجھے بد دعائیں نہیں دی مگر وہ نیلے آسمان میں جو بیٹھا ہے اس سے کہاں سب مخفی تھا تم دیکھو تو سہی جس بات کا تمھیں ڈر تھا وہ ہو گیا کاش تم ان صداؤں کو کوئی آواز بخشتی میں سن لیتا نہ تم ہارتی نہ میں فیل ہوتا"۔۔۔۔یاور ڈائیری پہ سر رکھے رو رہا تھا وہ ایک بار پھر اس تحریر کو کسی نئے نتیجے سے نواز رہا تھا، آج پھر وہ شہوار کے نام پہ رو رہا تھا، اگر وہ زندہ ہوتی تو غش کھا کہ گر جاتی اس کی خوشی کی انتہا ہوتی کیونکہ اسے ایک ہی چاہت تھی کہ یاور اسے پکارے اس سے بات کرے لیکن اس کی زندگی میں سب نہ ہو سکا مگر اب 8 سالوں سے وہ اُسے مسلسل پکار رہا تھا اس کے لیے رو رہا تھا۔۔۔۔۔یاور نے آنکھیں صاف کیں پھر سے گلاسز لگائے اور مزید پڑھنے لگا۔۔۔۔

مجھ کو سزا دے

یا چاہے مٹا دے

تجھ بن جیوں کیوں

بس اتنا بتا دے

چاہے ہسا دے

یا چاہے رولا دے

اتنا ہی چاہوں

بس اپنی پناہ دے

تو جو کہے دنیا بھولا دوں میں

تجھکو ہی اپنی دنیا بنالوں میں

کوئی سحر سی جو تیری

یادیں یاد آتی ہیں

بجھی بجھی راتوں کو

یوں روشن کر جاتی ہیں

جو تو ہے جدا

خود سے ہوں میں خفا

کر دے تو صفا

بس اِک دفعہ۔۔۔

تو جو کہے دنیا بھولا دوں میں

تجھکو ہی اپنی دنیا بنالوں میں۔۔۔!!!

New Era Magazine

یاور نے ڈائیری بند کی اور آنکھیں موند کر چئیر سے ٹیک لگالی۔۔۔امجد بابا آئے تھے مگر اسے یوں کھوئے دیکھ کر چلے گئے وہ جانتے تھے اب وہ کئی گھنٹوں تک اس تحریر کے تسلسل سے باہر نہیں آئے گا بے وجہ سوچے جائے گا۔۔۔۔۔۔

کیا فائدہ اب اِن سوچوں کا، جب وقت گزر گیا سب ختم ہو گیا، ہم انسان بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں جو ہو گیا اس پہ سوچ بچار شروع کر دیتے ہیں جس کا کوئی مقصد نہیں کچھ بھی تو فائدہ نہیں ہوتا اس پہ اپنا وقت برباد کر دیتے ہیں، جب وقت تھا تب کچھ بھی نہ کیا اب اس سب کرنے سے کیا حاصل بار بار خود کو کوسنے سے کیا ہوتا ہے۔۔؟؟ کچھ بھی نہیں درد مزید بڑھتا ہے تکلیف اور سوا ہو جاتی ہے عزیت دینے سے اچھا ہے تب ہی کچھ کر لیا ہوتا اس وقت ہی یہ سوچ بچار شروع کی ہوتی یہ نتیجے تب اخذ کرتے تو کچھ نا کچھ حاصل ہونا تھا مگر سب گزرنے کے بعد صرف ندامت رہ جاتی ہے احساسِ شرمندگی بچتا ہے اور اس سے جینا دشوار ہو جاتا ہے چلتی سانس لمحہ لمحہ بھاری ہو جاتی ہے اس سب میں تباہی ہے صرف ضیاع ہے ویرانی ہے اندھیرا ہے اور بس۔۔۔۔!!!

❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄

"یاور بابو سر میں تیل لگاؤں دیکھیں کتنے روکھے ہو گئے ہیں آپکے بال بلکل سوکھے گھاس کی طرح" امجد بابا اور یاور دونوں لاؤنج میں بیٹھے تھے کہ اچانک امجد بابا نے کہہ دیا۔۔۔

"ہاہاہاہا کچھ نہیں ہوا۔۔۔ میری طرح اب یہ بھی کب تک تروتازہ رہتے خیر یہ تو جوانی سے ہی یونہی سفید اور خشک ہیں چھوڑیں ان کو" یاور نے اخبار تہہ کرتے کہا۔۔۔

"پتا نہیں شہوار بی بی کو کیا دکھائی دیا تھا آپ میں جو اپنی زندگی کا نقصان کر لیا اتنے سڑے ہوئے انسان سے تو کوئی بات نہ کرے اور بی بی نے محبت کر لی رہ رہ کہ اب غصہ آرہا مجھے بی بی پر۔۔"
امجد بابا نے منہ بسورتے کہا۔۔۔

"ہاہاہا کر لیں کر لیں غصہ آپ بھی برا کہہ دیں بس یہی دن رہ گیا تھا دیکھنے کو، ویسے مجھے خود یہ بات سمجھ نہیں آئی آج تک، بات وہ کرتی نہیں تھی مجھ سے جب بھی میں اس سے بات کرتا اور بس شہوار کا چپ کا روزہ شروع۔۔ جہاں میں جا کہ بیٹھ جاتا محترمہ وہاں سے رفوچکر ہو جایا کرتی تھی پھر کیسے وہ" یاور نے افسردہ اور پرسوچ انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔

"کچھ لوگ خاموش محبت کرتے ہیں بابو، اور اپنی شہوار بی بی نے بھی کی وہی محبت یہ بڑی پاکیزہ محبت ہے بابو نارب رسیا نابندا۔۔۔ ہاں جو یہ کرتا وہ البتہ سارے جہاں کی رونقوں، رنگوں اور خوشیوں سے بیگانہ ہو جاتا ہے اپنی ذات تک محدود رہ جاتا ہے اپنے آپ میں ہی کہیں گم رہتا ہے خیالوں کی وادیوں میں کھو کر اسے راحت ملتی ہے اس کا سکون، چین، آرام سب اسی دنیا میں ہوتا ہے بابو،۔۔ بھلا پھر وہ کیسے اس دنیا سے رابطہ رکھیں" یاور بہت غور سے سن رہا تھا بابا کی بات وہ ہمیشہ انہیں ایسے ہی سنتا کیونکہ وہ ایسی ہی باتیں کرتے کہ دماغ کا آخری کونا بھی لفظ لفظ سمجھ جاتا یاور نے چیئر کو گھمانا شروع کر دیا

"بابا کمرے تک چھوڑ آئیں" اور بابا بھی خاموشی سے چھوڑ آئے انہیں معلوم تھا اب بابو کیا کرے گا ان کے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ اپنی ہی کریں گے۔۔۔

یاور نے ڈائیری اٹھائی اور کھڑکی کے پاس آگیا عصر کا وقت تھا نادن تھا نارات یاور نے ڈائیری کھولی اور پھر اسے پڑھنے میں محو ہو گیا۔۔۔

اگر تم مجھے کمزور سمجھتے ہو تو یہ غلط ہے۔۔۔

محبت کرنے والے کمزور نہیں ہوتے۔۔۔ارے ہم تو بے بس ہوتے ہیں

جتنے طاقت ور ہم ہیں اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔۔۔۔۔

ارے آپ جیسے دلر باؤں کی سنگدلی اور سفاکی۔۔۔۔

جانتے ہوئی بھی لا تعلقی۔۔۔۔

اور بے اعتنائی کو کوئی کمزور کہاں برداشت کرتا ہے۔۔۔

یہ حوصلہ اور صبر کی شدت ہم محبت کرنے والوں کی صفت ہے۔۔۔۔

تم ظلم ڈھانے والے، تڑپا تڑپا کے روند دینے والے کہاں جانتے ہو ہمیں۔۔!!

تم تو روزِ حشر تک ہمیں نہیں جان پاؤ گے، ہماری حقیقت تک تمھاری سوچ کبھی پہنچ ہی نہیں سکتی۔۔۔ہمارے راز دلوں میں سخت لگے تالوں کی قید میں مقید ہوتے ہیں، جن کی سر سراہٹ زمانے تک نہیں پہنچ پاتی۔۔۔ہاں یہ اس کے لیے آزاد ہیں جسے جاننے کا حق ہے ۔۔ مگر تم تو راز داں بننے سے مسلسل انکاری ہو میری تمام تر پیشکش رائیگا جا رہی ہیں۔۔۔ میں بے بسی کی انتہا پر ہوں کسی کونے کی تلاش میں ہوں جہاں میں جی بھر کے رو لوں مگر بے بسی دیکھو کوئی ایسا کونا نہیں جہاں میں رو بھی سکوں۔۔۔۔۔!! یاور نے سرد آہ بھری

"کچی عمر کی اتنی دلائل بھری باتیں "اور اگلا صفحہ کھول لیا۔۔۔۔۔

نگاہوں میں میری دیکھو جو ہے بس گیا

وہ ہے ملتا تم سے ہو بہو۔۔۔۔۔

جانے تیری آنکھیں تھیں یا باتیں تھیں وجہ

ہوئے تم جو دل کی آرزو۔۔۔۔

تم پاس ہو کے بھی

تم آس ہو کے بھی

احساس ہو کے بھی

اپنے نہیں ہو۔۔۔۔

ایسے ہیں ہم کو گلے

تم سے نا جانے کیوں۔۔/

کیسے بتائیں کیوں تجھکو چاہیں

یارا بتا نہ پائیں۔۔۔

باتیں دلوں کی دیکھو۔۔۔۔

جو باغی آنکھیں تمھیں سمجھائیں۔۔۔

میلوں کے ہیں فاصلے

تم سے نا جانے کیوں

انجانے ہیں سلسلے

تم سے نا جانے کیوں۔۔۔

سپنے ہیں پلکوں تلے۔۔۔

تم سے نا جانے کیوں۔۔۔؟؟

۔۔۔۔تو جانے نہ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔تو جانے نہ۔۔۔۔!!

تم اگر ایک بار ہی کوئی ایسا اشارہ کرتی تو میں جان جاتا شہوار، تم خود کے ساتھ اور قسمت کے ساتھ جنگ کرتی رہی، مانا دعاؤں میں بہت اثر ہے مگر دعا کے ساتھ دوا کا ہونا ضروری ہوتا ہے کاش، کاش تم یہ بات بھی سمجھ جاتی، اتنا سب برداشت کرتی رہی میرا رویہ جب برداشت کر رہی تھی تو چند باتیں بھی برداشت کرنے کا حوصلہ رکھ لیتی، میں نے کب انکار کیا اپنی کوتاہی کا، میں بے خبر تھا تو تم باور کروادیتی نا، دل نہیں کم از کم دماغ کے کسی کونے میں ہی یہ بات پہنچ جاتی کہیں تو درج ہو جاتا یاور آفندی، شہوار جبین تمھاری دیوانی ہے۔۔۔

یاور پھر سے تحریر کے ساتھ مخاطب تھا، وہ 8 سالوں سے ایسا ہی کرتا آرہا تھا، اسے لگتا جیسے یہ سب شہوار اس کے سامنے بیٹھ کر شکایتیں کر رہی ہو اور وہ اسے جواب دیے جا رہا ہو۔۔۔۔ یاور نے آنسو صاف کیے اور اگلا صفحہ پلٹ کیا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔@@@@@@@@

"اے میرے پروردگار، اے دوجہاں کے خالق ومالک۔اے مجھ گنہگار کے پیشوا، میں اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ میں تو معافی کے قابل نہیں، میرے جرائم کی فہرست اتنی لمبی ہے کہ معافی کی درخواست ناقابل قبول ہے۔ مگر اے میرے رب! معاف کرنا، در گزر فرمانا تیری ذات کی صفت ہے۔اے میرے مالک! مجھ گنہگار کی فریاد سن لے، تو تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے بہت محبت کرتا ہے نا۔پیارے حبیب کے صدقے در گزر فرما۔ میں نے بہت کوتاہیاں کی ہیں مگر رحم وکرم کی نظر کر، مجھے اپنی عنایات سے بہرہ مند فرما۔۔ "۔

"میرے علم میں ہے کہ تیری زات کے ساتھ کسی کا کوئی مقابلہ نہیں، جو محبت، پیار، لگاؤ خلوص تجھ سے ہے وہ کسی دوسرے کے ساتھ نہیں۔۔۔ مگر اے ربِ باری تعالیٰ! یہ امر بھی تو، تو ہی بنی نوح کے قلب وذہن میں ڈالنے والا ہے۔محبت کا احساس تیری کرامات نعمتوں اور انعامات میں سے ہی ہے، جو تو نے اپنی اشرف المخلوق کو عطا کیا۔۔ سن لے میری صداؤں کو۔۔اس گنہگار بندی کا معافی نامہ قبول کرلے اور، اور دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخش دے۔ ۔۔رحم ڈالدے اس کے دل میں جس کے انس کی خواہشمند ہوں، موم کردے اس پتھر دل کو جو ناٹوٹنے والی چٹان کی صفت اپنائے ہوئے ہے۔۔۔

اے میرے زمین وآسمان کے مالک! میرے صدق دل اور پاک جزبے کی قدر سے اسے روشناس کر۔۔۔اے میرے رب میری دعاؤں کو قبول فرما، قبول فرما، قبول فرما۔۔۔آمین ۔۔!!!

یاور کی آنکھوں سے جھرنے برس رہے تھے، کس شے کے ندامت کے، شہوار کی تکلیف اسے محسوس ہو رہی تھی یا اتنی دل کو پاش پاش کر دینے والی دعا کے احساس سے۔۔وہ بے خودی میں ورق پہ ہاتھ پھیرنے لگ گیا کیونکہ شاید اس تحریر کو لکھنے کے بعد نا جانے کتنے وقت تک شہوار روتی رہی ہو گی اس کے آنسو صفحے پر گرے ہوئے تھے پین کی روشنائی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

میں سچ میں انسان نہیں ہوں پتھر ہوں چٹان ہوں سب کچھ توڑ دیا تھا میں نے شہوار، تم نے ٹھیک کہا میں واقعی دل نہیں رکھتا میں نے تمھیں تکلیف دی اپنے والدین کو عذاب میں مبتلا کیا خود کو عزیتیں دی۔۔۔میں بھلا پھر کیسے انسان ہو سکتا ہوں میں بہت بے رحم فرعون ہوں جسے اب اپنی من چاہی موت بھی نہیں آرہی، پتہ نہیں مرنے کے بعد مٹی مجھے قبول کرے گی بھی یا نہیں،،،،،،

یاور بے بسی اور درد کی انتہا پر تھا دل میں شدید درد ہو رہا تھا مگر یہ ظالم جان پھر بھی اس کے وجود میں سمائے تھی۔وہ کب سے اس خواہش میں تھا کہ اسے موت آجائے مگر ایسے لوگوں کو بھلا کہاں اتنی آسانی سے موت بھی آتی ہے، آخرت میں جب عدالت سجے گی تب تو یہ جواب دہ ہوں گے اپنے ایک ایک فعل کے مگر اس دنیا میں بھی تھوڑا قرض چکانا ہی پڑتا ہے اور جو قرض یاور ادا کر رہا تھا وہ اس معصوم کی تکلیف سے کئی گنا کم تھا وہ دل جس نے ابھی دھڑکنا شروع ہی کیا تھا اور باغی ہو گیا اس کا درد یاور کیا جانے۔۔۔۔

😔 😔 😔 😔 😔 😔

New Era Magazine

"یاور بابو آپ اخبار پڑھو میں زرا یہ ان پودوں کو دیکھ لوں" امجد بابا یاور کی چیئر کو لان میں ٹیبل کے پاس روکتے ہوئے بولے۔۔۔

"امجد بابا کچھ دنوں سے سامنے والوں کے بچے نہیں آئے" یاور نے اخبار اٹھاتے ہوئے سرسری سا پوچھا۔۔۔۔۔

"بابو 2 دن پہلے وہ آپ سے ملنے آئے تھے لیکن آپ تب سو رہے تھے، بابو شاہد صاحب کی نوکری کسی دوسرے شہر لگ گئی تو وہ وہاں چلے گئے" امجد بابا نے بتایا اور پودوں کو دیکھنے لگ گیا انہوں نے غور کیا یاور نے کچھ نہیں کہا اور نا ہی اخبار پڑھ رہا بس سامنے دیکھی جا رہا۔۔۔

"آپ ٹھیک ہیں نا یاور بابو۔۔۔" بابا نے فکر مند ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

"اتنا بھی کوئی بدنصیب نہ ہو بابا،" یاور نے ایک لمبا سانس کھینچتے ہوئے کہا۔۔

"کوئی بھی مستقل ہمارا ساتھ دینے کو تیار نہیں، میں اکیلا تھا، اکیلا ہوں اور شاید روزِ آخرت تک بھی تنہا رہوں گا، میری سزا کی لگام بہت لمبی ہے، شہوار نے بہت آنسو بہائے تھے مجھے اک اک کا حساب چکانا ہے"۔۔۔

"بابو آپ پھر سے ویسا ہی سوچ رہے ہیں، اس سب کی ذمہ دار وہ معصوم نہیں ہے بابو، آپ نہ لا یا کر و اسے اپنی تقدیر کے فیصلوں میں، اس نے جو پایا وہ اس کی لکھی قسمت تھی، آپ تھوڑی تھے اس کے لکھاری، رب نے لکھی تھی اور آپ جو پا رہے ہے یہ آپکی قسمت ہے بابو، کسی کو کیوں دوش دیتے ہیں۔۔۔" امجد بابا نے اسے یوں بکھرتے دیکھ کر ایک بار پھر سمجھایا، وہ 8 سالوں سے یہی کرتے آرہے

تھے۔۔

"نا بابا اس نے تو اپنی زندگی کا سارا کھیل میرے نام کر دیا تھا جب زندگی کے ہونے کی وجہ معلوم ہوتی تب سے ہی، وہ اپنی زندگی کی ہی کرایہ دار بن گئی مالک تو مجھے ٹھہرا دیا، تو جو قسمت کھیل کھیلتی گئی وہ مجھ سے ہی تو جڑے تھے، وہ پگلی تو آخری سانس تک بس فرض نبھاتی گئی، کتنا بڑا دکھ ہے یہ بابا زندگی ہو اپنی پر نام کسی اور کے ہو جائے، اس کی زیادتی میں بھگت رہا ہوں نا اپنی یہ زندگی نا کسی دوسرے کی نا کسی کے لیے جینے کی تمنا نا ہی خود کے لیے کوئی چاہت، ایک سوال ہوں میں اور میرے سارے سوالوں کے جواب شہوار دے گئی، وہ یہ ڈائیری جو ہے نا اس میں صرف اپنا حال نہیں لکھ گئی میری باقی کی زندگی کی جھلک لکھ گئی تھی بابو میں مالک تھا نا اس کے لیے غلام اپنے مالک کی رگ رگ سے واقف ہوتے ہیں، وہ بھی تھی بابا۔۔۔" یاور کی بولتے بولتے آواز رندھنے لگی تھی، آنسوؤں کا ریلا اس کی آنکھوں میں تھا، غم کا پھندا گلے میں لٹک گیا تھا، بابا آئے اور انہیں پھر سے تسلی دینے لگ گئے۔۔۔

"میری وجہ سے سب کچھ کھو بیٹھی تھی بابا، میں نے ہرا دیا تھا اسے توڑ دیا تھا اسے، کاش میں ایسا نہ کرتا کاش مجھے سب معلوم ہو جاتا، مجھے یہ جرم جینے نہیں دیتا بابا میری وجہ سے ایک باپ کی جوان بیٹی مر گئی تھی ایک بہن کو تنہا کر گئی، ماں کو ساری زندگی رونے کو چھوڑ گئی، مجھے اب اپنے دکھ محسوس نہیں ہوتے رہ رہ کے اس کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔۔۔ میں نے ایک معصوم کا قتل کیا میری وجہ سے وہ قطرہ قطرہ روز مرتی رہی اور اک دن سب ختم کر گئی، میں نے بہت بڑا گناہ کیا بابا مجھے اس کی سزا مل رہی ہے یہ سزا میری میں نے خود منتخب کی تھی میں نے خود بابا مجھے

تو کبھی معافی نہیں ملے گی کبھی بھی نہیں بابا کبھی بھی نہیں۔۔۔" یاور نے روتے ہوئے امجد بابا کے کاندھے سے سر ٹکالیا۔۔۔

"بس یاور بابو صبر کرو بابو، نابہادر روتے نہیں بس کرو۔۔" بابا نے یاور کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔۔۔

" چلیں اندر چلتے ہیں بابو۔۔" بابا اس کی چیئر گھسیٹ کر اندر لے گئے۔۔۔

واہ او خدا ایا!۔۔ ہم انسان بھی کتنے عجیب ہیں کیا دسترس ہے ہماری۔۔۔ اگر ہماری رغبت سے کسی اجڑے دل کے دیار میں بہار آجائے، کسی مردہ روش اپنائے وجود میں کوئی روح کی یا زندگی کی رمق آجائے، کسی ویران اور ساکن چہرے پر مسکراہٹ آجائے، کسی زنگ آلود جان میں کچھ رنگ بکھر جائیں، کسی شہرِ قلب پر چھائی خزاں پہ بہار ٹوٹ پڑے تو کیا جاتا ہے، ہماری شان میں گستاخی تو ہر گز نا ہو گی مگر یہ جو ہماری انا ہے نا ہمارے درست راستے میں رکاوٹ ہے، اسے کہاں تسلیم اپنا بڑا پن تحفے میں دینا، یہ کہاں جھکتی ہے کسی کے آگے، کب یہ کسی کو خود سے برتری دینے پر آمادہ ہوتی ہے، اسے کہاں یہ منظور کوئی اس کی جگہ لے، یہ کہاں برداشت کا مادہ رکھتی ہے، اسے بھلا کب اپنا کم تر ہونا یا سر خم ہونا قبول، یہ انا جابر ملکہ ہے اسے کنیز یا غلام سے کیا غرض، اسے کیا پرواہ کسی بے گناہ کی، کسی بے بس مجبور کی، کسی مظلوم کی۔۔۔ انا فرعون ہے ، انا کافر ہے، یہ جلاد ہے، یہ دشمن ہے خوشیوں کی، زندگی کے رنگوں کی، قہقہوں کی، مسکراہٹوں کی، روح کی رونق کی، دل کی بہاروں کی، روشن پہروں کی، حسین خوابوں کی۔۔۔

جب سب کچھ گنوا بیٹھتے ہیں تب ہمیں پھر یہ خیال سلگاتا ہے کاش ہم یہ پہلے جان جاتے کاش ہم یہ سلوک نا کرتے کاش ہم اپنی کوتاہیوں پہ بند لگاتے مگر کیا فائدہ اس کاش کا تب تھوڑی سی یہ سوچ بھی سوچ لی ہوتی دل و دماغ میں یہ بھی گنجائش رکھ لی ہوتی لیکن افسوس!۔۔۔ہم میں یہ خاصیت ہے ہی نہیں ہم ایک وقت میں صرف ایک ہی خیال رکھتے ہیں ہمیشہ مثبت کے بارے میں قیاس ارائیاں کرتے ہیں کبھی بھی منفی پہلو پہ غور نہیں کرتے۔۔۔جی ہاں انسان کے رویے کی تلخ حقیقت ہے یہ ہم صرف درست کو دیکھتے ہیں غلط کو رد کرتے ہیں ہم میں خود کو غلط کہنے کہ خاصیت بلکل ناپید ہے۔۔۔اور یہی ہماری تباہی کا سبب ہے، ہماری بربادی کا ثبوت۔۔۔!!

❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄

یاور قرآن مجید کی تلاوت کر کے فارغ ہوا، ابھی رات کے 11 ہی بجے تھے دوپہر میں اس نے کچھ زیادہ ہی سو لیا تھا اسی وجہ سے اب نیند نہیں آ رہی تھی۔۔۔یاور نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی ڈائیری اٹھالی اور اسے پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔۔۔۔۔

"ہاں میں مانتی ہوں تم بہت مصروف ہوتے ہو، تمھارے پاس ضائع کرنے کو ایک لمحہ بھی نہیں، تم اپنے روشن مستقبل کے بکھیڑوں میں بہت الجھ چکے ہو مگر سنو۔۔۔!! کیا تم دن میں ایک منٹ کے لیے بھی فارغ نہیں ہوتے، دن نا سہی ایک مہینے میں ایک دن کے لیے یا پھر ایک سال میں ایک ہفتے کے لیے بھی فارغ نہیں ہوتے۔۔۔؟؟ ہوتے ہو نا فارغ۔۔ تم اپنا فارغ وقت گھر اور دوستوں کے ساتھ گزارتے ہو گے لیکن پھر بھی جب کبھی تم مزید فارغ ہو

تو وقت گزاری کے لیے اپنے مشاغل پورے کرتے ہو گے، موسیقی سنتے ہو گے، کتابیں پڑھتے ہو گے، گلی بازاروں کی خاک اڑاتے ہو گے، کرتے ہو گے نا یہ سب۔۔؟؟۔۔۔

"۔۔۔اگر ان سب کے ساتھ سال میں ایک منٹ لے لیے فقط ایک منٹ کے لیے مجھے یاد کر لو، اپنی بے حد مصروف زندگی کا ایک منٹ میرے نام کر دو تو نہ تمھاری شان میں کوئی کمی ہو گی اور نہ ہی مجھے کبریائی ملے گی۔۔۔۔/۔۔۔۔

"ہاں اگر کچھ ہو گا تو ختم جدائی ہو گی، بے وجہ کی انا سے رہائی ہو گی، دل کی پزیرائی ہو گی، اداسیوں سے رہائی ہو گی اور اور دلوں میں موجود جزبوں سے آگاہی ہو گی۔۔۔ سنو مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے بس کچھ لمحے مجھے یاد کر کے یہ احسان بھیک میں دے دو، میرے منتظر کشکول میں خیرات ڈال دو۔۔۔۔اپنے چند پل مجھے یاد کر کے ادھار دے دو فقط چند پل۔۔۔۔"

تم اگر یہ بجائے لکھنے کے ہاتھوں کو زحمت دینے کے زبان سے کہتی تو شاید تمھاری یہ خواہش پوری ہو جاتی مگر تم نے غلط طریقہ استعمال کیا اپنے جزبات کی بیانی کا شہوار" یاور نے صفحہ پلٹتے کہا اور دوبارہ پڑھنے لگا۔۔۔

خطا تو جب ہو کے ہم حالِ دل کسی سے کہیں
کسی کو چاہتے رہنا کوئی برا تو نہیں
ہر ایک پل میں تمھیں یاد کیا کرتے ہیں
تجھے بھلا کہ یہ دل کبھی جیا تو نہیں
امیر تو ہے تو اتنا بتا دے مجھے

غریب میں ہوں مگر یہ میری خطا تو نہیں

کسی کو چاہتے رہنا کوئی برا تو نہیں۔۔۔!!

آہ شہوار خطا نا تمھاری تھی نا میری یہ صرف قسمت کی ستم ظرفی تھی بس۔۔۔۔

یاور نے ڈائیری بند کر دی لیمپ کی روشنی بجھا دی اور کمبل تان کر سو گیا۔۔۔۔

❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄

امجد بابا آج آپ نے بہت تھکا دیا مجھے، فضول میں مجھے ساتھ لے گئے، ایک میرا دم پہلے ہی وہاں گھٹ رہا تھا دوسرا لوگوں کی نظروں نے، کیا سوچ رہے تھے وہ کس فقیر کو اٹھائے پھر رہا یہ آدمی" یاور نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا، دراصل بابا اسے مارکیٹ لے گئے تھے وہ جانا نہیں چاہ رہا تھا۔۔ "چلو جی ہو گئی شروع آپکی بے تکی باتیں بابو، آپ کا نا سچی میں کوئی حال نہیں ،دفعہ کریں لوگوں کو کیا سوچتے ہماری بلا سے، اب معزور لوگ کیا دبک کے بیٹھ جائیں، آپکے جسم کے اعضا کام نہیں کر رہے لیکن دل تو دھڑکتا ہے نا، کتنے ارمان ہوتے ہوں گے اس کے، اب آئندہ ایسی بات کی تو میں ناراض ہو جاؤں گا، چلیے بابو آرام کریں اب۔۔" بابا یاور کو بیڈ پہ لیٹا کر چلے گئے مگر یاور کے دماغ کی سوئی امجد بابا کی اسی بات پر اٹکی تھی "دل تو دھڑکتا ہے، اس کے کتنے ارمان ہیں"۔۔یاور نے ایک درد بھرا سانس خارج کیا" بابا مجھے تو خود کو یہ معلوم نہیں اب کے دل دھڑکتا بھی ہے یا نہیں میں نے تو کب سے اسے دفنا دیا ہے مردہ میں کیسے کوئی ارمان ہوتے ہیں ایک لاش کہاں ارمان رکھتی ہے، کوئی ارمان نہیں میرے اب بابا کوئی ارمان

نہیں" یاور نے ہاتھ بڑھا کر تکیے کے نیچے سے ڈائیری اٹھائی پہلے اسے غور سے دیکھتا رہا اور نا جانے کیا سوچتا رہا پھر وہ صفحہ نکال لیا جہاں سے چھوڑا تھا۔۔۔۔

" کبھی میں تنہائی میں سوچتی ہوں تمھیں ڈھیر ساری بد دعائیں دے ڈالوں، تمھیں تڑپاؤں خوب تڑپاؤں کہ تمھاری سسکیاں بھی مجھ پر اثر نہ کریں مگر سنو۔۔ً یہ جو میرا دل ہے نا جو صرف تمھارے نام پہ دھڑکتا ہے، تمھارے ہونے سے اس کا تسلسل جاری ہے، یہ میری سوچوں کے ساتھ بغاوت کر جاتا ہے اور ایک مضبوط پہاڑ کی مانند سوچ اور محبت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے کہ نفرت کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی لہریں محبت کی عمارت کو چھو بھی نہیں سکتیں۔ دیکھو تم مجھے کتنا درد دے رہے ہو کہ میں ہر روز نئے طریقے سے مرتی ہوں لیکن ایک ذرے کے برابر بھی محبت کی شدت میں کمی نہیں آئی بلکہ محبت کے ذخیرے میں اضافہ ہو رہا ہے۔۔۔۔

خدا کی قسم۔۔۔۔اگر کبھی میری محبت اور وہ محبت جو تم خود سے کرتے ہو کا موازنہ کرنا پڑے تو یقین جانو تمھاری محبت میری محبت سے سینکڑوں درجے کم ہو گی، سینکڑوں درجے کم۔۔!!!

آہ شہوار تم کیسے اتنے یقین سے سب کہہ گئے، کیسے تمھیں سب معلوم تھا کیسے۔۔؟؟ تم نے سہی کہا شہوار تمھاری محبت بہت زیادہ ہے میں تو جھلک میں ہی نفرت کرنے لگ گیا تھا خود سے ،شدید نفرت ہو گئی خود سے لیکن تمھاری محبت سچ میں بہت وسیع تھی شہوار تمھاری محبت کئی گنا زیادہ ہے بہت زیادہ۔۔۔" یاور نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی اور آنکھیں موند لیں، پھر جھٹکے سے نگاہیں ڈائیری پر جھکا لیں۔۔۔۔

اتنا میں چاہوں تجھے کوئی کسی کو نہ چاہے۔۔

تو بھی مجھ سے پیار کرے۔۔۔

کاش وہ دن بھی آئے۔۔۔!!

اتنا میں چاہوں تجھے کوئی کسی کو نہ چاہے۔۔

تیرے بارے میں جب سوچوں۔۔۔

آنکھ میری بھر آئے۔۔۔!!

تم کو نہیں معلوم میں تجھ سے

کتنی محبت کرتی ہوں۔۔۔

یاد میں تیری تنہا اکیلے۔۔

میں تو آہیں بھرتی ہوں۔۔!!

نظریں اٹھاؤں، نظریں جھکاؤں۔۔

سامنے تو مسکائے۔۔!!

خود پہ تو میں پہرے لگا لوں

روک نہ پاؤں یادوں کو۔۔۔

بھول گیا تو میں نا بھولی۔۔

تیری ساری باتوں کو۔۔۔!!

دوری مجھکو جینے نہ دے۔۔

تنہائی تڑپائے۔۔!!

اتنا میں چاہوں تجھے

کوئی کسی کو نہ چاہے۔۔!!

یاور نے کپکپاتے ہاتھوں سے ڈائیری بند کی اور سینے سے لگا لی، کراؤن سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔اور اس کی بند آنکھوں میں مسکراتی شہوار کو دیکھ سکا اس نے کبھی اسے غور سے دیکھا ہی کب تھا، کتنی معصوم تھی وہ، کیوں وہ اس سے اتنا کتراتی تھی یاور نے کبھی اس پہلو پہ سوچا ہی نہیں تھا اور اب جب بھی چند یادوں کو یاد کرتا تو سب واضح سمجھ جاتا اب بھی کھلکھلاتی شہوار اسے یاد آ گئی، کتنا تضاد تھا اس شہوار میں اور ڈائیری والی شہوار میں کوئی دانشور بھی نہ سمجھ پائے کیسے وہ زندہ تھی کتنی مختلف تھی اس شہوار سے جسے اب یاور جانتا ہے۔۔۔

😔😔😔😔

یا خدایہ کیا کیا آپ نے یاور بابو مجھے آواز دے دیتے میں اٹھا دیتا یہ، دکھائیں ہاتھ، لگ گیا نا کانچ، ہزار دفعہ منع کیا پھر بھی آپ نہیں رکتے بابو، نا کیا کرو ایسے میں ہوں نا، کس لیے ہوں میں ہاں بتائیں ذرا، "یاور نے ٹیبل سے گلاس اٹھانا چاہا مگر گلاس پاس پڑے پکچر فریم سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا جس کے ٹکڑے یاور کے ہاتھ کو زخمی کر گئے "کچھ نہیں ہوا بابا چھوٹا سا زخم ہو گیا، پریشان نا ہوں" یاور نے امجد بابا کی پریشانی کو کم کرنا چاہا۔۔۔"ادھر ہی رہنا ہلنا مت میں پٹی باندھنے کا بکس لے کر آتا ہوں کہہ رہا ہوں اک انچ بھی ہلنا نہیں یہاں سے" بابا غصے سے کہتے چلے گئے اور یاور پیچھے سے مسکرانے لگا، کتنی محبت کرتے ہیں وہ یاور سے۔۔۔"پٹی باندھ دی ہے میں

New Era Magazine

نے اب چپ چاپ آرام کریں صبح سے مالی بیچارے کے سر پہ سوار تھے تھک گئے ہوں گے دوائیاں لانے والی ہیں میں زرا وہ لے آیا قریب سے آپ سو جاؤ اب، مان جایا کرو بابو ہماری بات بھی کبھی۔۔" بابا نے پیار بھرے لہجے میں کہا "آپکی ہی تو مانتا ہوں بابا اور ہے کون جو کچھ بھی منوائے، جائیں سچی سونے لگا ہوں میں" یاور نے ان کے ہاتھ پکڑ کر بڑی چاہت سے کہا، بابا اس کے سر پہ پیار کرتے چلے گئے۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کی دنیا ہیں نا بابا کا کوئی نا یاور کا، دونوں ایک دوسرے کا مضبوط سہارا، دونوں میں باپ بیٹے والا پیار تھا۔۔۔

❄❄❄❄❄❄

ایک بات پوچھوں آپ سے یاور بابو "امجد بابا نی محتاط لہجے میں پوچھا۔" جی بابا پوچھیں۔۔" یاور نے خوشگوار موڈ میں کہا اور چائے کا گھونٹ بھرا۔۔" آپ کبھی شہوار بی بی کے گھر گئے دوبارہ۔۔" امجد بابا نے سیب کاٹتے ہوئے پوچھا" شادی کے بعد جب گھر والوں کو چھوڑ چکا تھا تب ایک دفعہ دفتری کام کے سلسلے گیا تھا، چچا کے گھر گیا تو پتہ چلا وہ تب 3 ماہ سے کہیں اور شفٹ ہو گئے تھے، پھر جب اپنے گھر والوں کی تلاش میں نکلا تب بھی وہاں گیا مگر کسی کو کچھ نہیں پتا کہاں گئے۔۔" یاور کا لہجہ نم تھا" بابو شہوار بی بی تو وہاں دفن ہے نا، ان سے ملنے بھی نہیں گئے۔۔؟ امجد بابا نے جھجکتے ہوئے واچھا۔۔" بد نصیبی ہے میری بابا میں اس کی قبر پہ بھی نہیں جا سکا مجھے اس کی قبر کا معلوم ہی نہیں، کیا پتا اب وہ وہاں ہے بھی یا نہیں چچا لوگ شاید ساتھ لے گئے ہوں۔۔" یاور نے چیئر کے ساتھ ٹیک لگا لی اور لاؤنج کی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگ گیا، درد قرب اس کی آنکھوں میں در آیا تھا۔۔" ہو بھی سکتا ہے لے گئے ہوں لیکن آپ ایک دفعہ محلے

والوں سے پوچھ لیتے۔۔" بابا نے مزید بات بڑھائی۔۔" بات اصل یہ ہے بابا میرا حوصلہ ہی نہیں ہوا اس کے پاس جانے کا، کتنی تڑپے گی اس کی روح کتنی تکلیف ہو گی اسے میرے جانے سے، وہ یہی تو چاہتی تھی کہ میں ایک بار اس کے پاس خود چل کر آؤں لیکن میں نہیں گیا۔اب گیا تو کیا جانا ہوا، اور بابا مجھے پتا ہے میں اگر اس کی قبر پر جاؤں گا تو شاید ہی واپس لوٹ سکوں کیونکہ میرے پاس معافی کی اتنی لمبی فہرست ہے کہ میں آخری سانس تک مانگتا رہوں مگر وہ ختم نہ ہو، اور لوگ اسے بدنام کر دیں گے اس کی روح کو قرب میں مبتلا کریں گے میرا گڑ گڑانا اس کے کردار کو داغ سکتا ہے اور وہ یہی تو نہیں چاہتی تھی، اس نے کھلے عام اظہار بھی تو اس لیے نہیں کیا تھا، اس کا کردار صاف رہے کوئی اس کی ذات پر لفظ نہ اچھالے، بات ختم یہاں پہ بابا وہ ہر بات تہہ کر گئی تھی،" یاور نے سانس کھینچا آنکھوں کی نمی کو صاف کیا اور پھر کاٹے ہوئے سیب امجد بابا سے لے کر کھانے لگ گیا، اور امجد بابا ہنوز اسے دیکھ رہے تھے، اس کے چہرے سے واضح نظر آ رہا تھا کہ اسے اس موضوع سے کتنی تکلیف ہوئی امجد بابا نے بھی اک آہ بھری یاور کے سر پر ہاتھ پھیرتے کچن کی طرف چلے گئے اور وہ بابا کے جانے بعد چیئر گھسیٹ کر روم میں لے آیا، پردے ہٹائے اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگ گیا جہاں مالی پودوں کی صفائی کر رہا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے وہ پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع ہو گیا۔۔۔اسے گھر والے شدت سے یاد آ رہے تھے، کتنی محبت کرتے تھے وہ یاور سے ایک ہی تو بیٹا تھا انکا، کتنی دیوانی تھی یسرا اپنے بھائی کی مگر اس بھائی نے سب ٹھکرا کر اس نامراد جیا کا انتخاب کیا جو سب فراموش کر گئی، سکون تو اسے بھی زیادہ دیر نہ ملا یاور تو زندہ ہے اپنی تما سہی صلاحیتوں کے ساتھ لیکن وہ پاگل

خانے میں پڑی چلا رہی،، کچھ دن پہلے ہی یاور کو معلوم ہوا جیا نے کسی بزنس مین سے شادی کی جس نے اسے صرف استعمال کیا، جیا کا بزنس ہڑپ کر لیا، جیا کے لیے یہ صدمہ بہت بڑا تھا لوٹ جانے کے 1 ماہ بعد ہی وہ پاگل خانے کے بیڈ پہ تھی،،،

برے لوگوں کا انجام بہت بھیانک ہوتا ہے، یاور برا نہیں تھا اسے برا بنا دیا گیا تھا،، پہلے والدین نے کچھ کوتاہیاں کی اسے رشتوں سے سہی سے تعارف نہیں تھا کروایا، اگر رشتوں کی اہمیت بتائی ہوتی تو معصوم شہوار نے کیوں تڑپنا تھا، اگر وقت کے تقاضوں سے متعارف کرواتے تو کیوں وہ جیا کی سنتا بھلا کیسے وہ اپنے والدین کو چھوڑتا، یہ بات درست ہے کہ اولاد بہت غلطیاں کرتی ہے، مگر یہ بھی سچ ہے انجانے میں ہی سہی مگر کچھ برا والدین بھی کر جاتے ہیں، تھوڑی سی خامیاں وہ بھی تربیت میں کر جاتے ہیں سارا الزام صرف اولاد کے سر بلکل نہیں جاتا۔۔

ہر گز نہیں اولاد برے کی قصوروار، کب کوئی اپنے لیے برا چاہتا ہے سب سیکھائے گئے افعال سے ہوتا ہے، والدین کو بھی ماننا پڑے گا وہ بھی انسان ہیں اور انسان تو ہے ہی کوتاہیوں کا پتلا، پھر کیسے وہ اپنا دامن بچا جاتے ہیں،،،، یاور برا تھا مان لیا، اس نے بہت بڑے گناہ کیے یہ بھی سچ ہے، اس نے ایسی غلطیاں کی جس کی معافی نہیں یہ بھی درست ہے لیکن پھر اعلیٰ ظرف کہاں گیا اس سب میں کسی کو تو اعلیٰ ظرفی دیکھانی چاہیے تھی، وقت نا سہی والدین ہی اپنی اعلیٰ ظرف ہونے کا مظاہرہ کر جاتے مگر افسوس۔۔! رہے نا وہی ظالم انسان، حیوان اور انسان میں اسی بات کا ہی تو تضاد رکھا گیا اور انسان کو برتر کہا مگر،۔۔آج کا حیوان انسان سے 70 درجے بہتر ہے۔

--

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

یاور نے چائے کا آخری گھونٹ حلق سے اتارا اور کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔ کراؤن سے ٹیک لگائی گردن دائیں طرف والی دیوار کی طرف موڑلی جہاں سامنے فریم میں پوری فیملی کی تصویر لگی تھی، اسے یسراہ یاد آرہی تھی، کتنی بڑی ہو گئی ہو گی آخری دفعہ جب دیکھا تب وہ انٹر کی سٹوڈینٹ تھی، یاور نے آنکھیں بند کرلیں، کتنی محبت تھی اسے یسراہ سے پاس نہیں مگر یہ تو معلوم ہے کہ وہ زندہ ہے، اسے انشرا یاد آئی اسے بھی تو شہوار سے ویسی ہی بے پناہ محبت تھی شاید، کتنا برا نکلا یاور دو بہنوں کو دولا دیا انشرا سے شہوار کو جدا کیا اور یسراہ سے خود کو، نا کوئی اور انشرا کا سہارا نا ہی یسراہ کا، یاور نے سانس کھینچا اور پاس پڑی ڈائیری کو کھول لیا۔۔۔

میں نے تم کو چاہا تم سے پیار کیا

سب کچھ تم پہ یار اپنا وار دیا

بن گئی جوگن میں نے پریت کا جوگ لیا

نا سوچا نا سمجھا دل کا روگ لیا

"انجانے میں ہو گئی ہے مجھ سے یہ خطا، مجھے نہیں معلوم کب۔؟ کیسے۔۔؟ کیوں۔۔؟ میں تمھیں چاہنے لگی۔۔۔ اور اب یہ حال ہے کہ میں تمھاری چاہت میں اس حد تک پہنچ گئی ہوں کہ سب کچھ تم پہ وارنے کو تیار ہوں، اب تو کچھ بھی تمھاری چاہ سے بڑھ کے نہیں۔ سنو۔۔!

محبت سوچی سمجھی سازش ہوتی تو دنیا کیوں روگی ہوتی، یہ تو بنا بتائے بغیر سوچے سمجھے دلوں پر ڈیرے ڈالتی ہے، قبضہ کرجاتی ہے اور، اور نادان روحوں کو جوگی بنا دیتی ہے۔۔

"شاید میری یہ ادا خدا کو پسند نہیں کہ میں اس کی زات کے علاوہ کسی کی چاہ اور نظرِ کرم کی طلب گار ہوں۔۔تب ہی تو میری دعاؤں میں اثر نہیں۔ برسوں سے صرف ایک ہی دعا اس کی بارگاہ میں عرض کر رہی لیکن تنکے کے برابر بھی قبولیت نہیں ہوئی۔۔۔

"دیکھو تمھاری چاہت نے مجھے گنہگار بنا دیا ہے، لیکن مجال ہے کہ مجھے اس بات کا رنج ہو۔۔ اگر دکھ ہے تو تمھاری بے حسی کا، بے گانگی کی روش کا، اگر میں ماتم کناں ہوں تو اپنی بے بسی پر دل کی حالت پر آنکھوں کی ویرانی پر جو تیری کسی دن اچانک آمد کی خواہش میں منتظر منجمد ہیں

ہر پل میری یاد تمھیں تڑپائے گی
میں جاگوں گی نیند تمھیں نہ آئے گی۔۔!

"تمھیں جب خبر ہو گی احساس ہو گا اپنے مظالم کا تب بہت دیر ہو چکی ہو گی۔ تم پچھتاؤ گے، ہاں بہت نادم ہو گے، تم بھی دوہائیاں ڈالو گے، تمھیں بھی میری طرح کہیں بھی قرار میسر نہیں ہو گا، راتیں تباہ ہو جائیں گی، دن ویران ہوں گے، میں حقیقت بیان کر رہی ہوں، ہر گزا شتعال میں بد عا یاد ھمکی نہیں دے رہی، تمھیں تمھاری کوتاہی باور کروا رہی ہوں۔۔۔اسے ہلکا مت لو۔۔۔ سمجھ جاؤ، جان جاؤ، مان لو، سن لو، ورنہ بہت برا ہو گا بہت برا، بہت برا، بہت برا۔۔!!

شہوار تم نے سہی کہا تھا، دیکھو اب میں کتنا نادم ہوں ہو گیا ہوں تباہ، بہت برا ہوا میرے ساتھ ،"یاور نے آہستہ سے بڑبڑایا۔۔

میرا دل بھی کتنا پاگل ہے

یہ پیار جو تم سے کرتا ہے

پر سامنے جب تم آتے ہو۔۔

کچھ بھی کہنے سے ڈرتا ہے۔

کتنا اس کو سمجھاتی ہوں

کتنا اس کو بہلاتی ہوں

نادان ہے کچھ نہ سمجھتا ہے

دن رات یہ آہیں بھرتا ہے

ہر پل مجھکو تڑپاتا ہے

مجھے ساری رات جگاتا ہے

اس بات کی تم کو خبر نہیں

یہ صرف تم ہی پہ مرتا ہے

میرا دل بھی کتنا پاگل ہے

یہ پیار جو تم سے کرتا ہے

ساری کھیل ہی اس دل کی ہے شہوار یہی خوار کرتا ہے، یہی ازل سے دشمن ہے، یہی بے چینیوں کا سبب ہے یہ ہی شیطان ہے یہ دل نامراد شہوار یہ دل ہی۔۔" یاور نے تاسف سے سر جھٹکتے کہا اور نیم دراز ہو گیا۔۔۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ہاہاہاہاہا بابابس کر دیں میرے منہ میں درد شروع ہو گئی،بس بس بہت ہے اتنا آج کے لیے۔ویسے آپ لگتے نہیں کے آپ شرارتی تھے۔"بابا نے اپنے بچپن کی کچھ یادیں بتائیں اور یاور کا ہنس ہنس برا حال ہو گیا،امجد بابا نے ہنستے ہوئے کہا" چلیں آپ بھی نماز پڑھ لیں میں بھی مسجد جا رہا،باقی پھر کبھی سہی،"ہاں پھر سہی باقی "یاور نے ان کے جاتے ہی نماز ادا کی نماز کے بعد بھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی،"ہائے یہ بچپن بھی"ایک سرد آہ بھری اور اور کھڑکی کے پردے برابر کیے مغرب کے بعد اندھیرا چھا چکا تھا،"تم نے اپنا بچپنا بھی تباہ کر لیا تھا شہوار، کاش کسی کو علم ہوتا اور وہ تمھیں مسلسل تباہی کی جانب بڑھنے سے روک لیتا،کاش شہوار تم کسی کو اپنی زات سے آشنائی کروا دیتی میں نا سہی انشی سے ہی کہہ دیتی مگر تم۔۔۔"یاور کے الفاظ ختم ہو گئے کیسے اب وہ سمجھائے جب سب ہو چکا وقت گزر گیا شہوار نہیں رہی تو اب ان باتوں کا بھی ہونا بے کار ہی ہے،یاور نے پھر ڈائیری آٹھالی۔۔۔

"ابنِ آدم کے نام"

یہ تحریر شہوار نے تمام ابنِ آدم کے لیے لکھی سب کو متوجہ کیا،یاور نے لب سکیڑے اور پڑھنے لگ گیا۔۔۔

"تھوڑا رحم کرا ے ابنِ آدم!تمھارے نزدیک کیا بنتِ حوا پتھر کی مورت ہے یا پھر کوئی مجسمہ جسے تم جب چاہو جب تک چاہو ٹھوکریں لگاؤ یا توڑ پھوڑ کر پھینک دو۔اگر کچھ ایسے ہی خرافات پال رکھے ہیں یا خیال رکھتے ہو تو سنو۔۔۔!ہم بھی اسی کی تخلیق کا شاہکار ثبوت ہیں جس کی دسترس میں تمھاری جان ہے،ہمارے قفس میں بھی ایک لو تھڑا رکھا ہے جو سینکڑوں

احساسات اور رنگین جزبات سے بھرا دھڑکتا ہے، جسے تم شاید دل کہتے ہو۔ ہاں دل۔۔ جس کی آبیاری ہی فطری محبت و عشق سے کی گئی ہے، تو پھر تم کس بات کا غرور کیے پھرتے ہو یہ عنایات صرف تم پر ہی نہیں ہوئیں، پھر کیوں ظالم بن کر بنتِ حوا کے دلوں پر ظلم کرتے ہو، ۔؟احساسات کو مجروح کرتے ہو۔۔ جزبات کی تزلیل کرتے ہو۔۔۔۔

بصارت ہے بنتِ حوا کے پاس بھی۔ سب محسوس ہوتا ہے تمھارا نظرانداز کرنا، غرور دیکھانا اور بے وقعت جاننا سب اور یہ سب روح تک ویرانی پھیلا دیتا ہے۔۔۔

تمھیں یہ دیکھائی کیوں نہیں دیتا۔۔۔؟؟ آخر کیوں تمھیں ہماری تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ ۔؟؟ کیسی ہیں پھر یہ محبتیں تمھاری۔۔؟ کیسے خوبصورت ہوا دل تمھارا جو کسی کا رنج، تکلیف، دکھ، درد نہ محسوس کر سکے۔۔؟؟ محبت کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہو تو پھر اتنی کمزور، خود غرض محبت کیسے ہوئی تمھاری۔۔۔؟ محبت تو قطعاً بے رحم نہیں ہوتی۔۔ یہ تو جابر نہیں۔۔۔ پھر کیوں دل اعزاری کرتے پھرتے ہو۔۔؟؟ کیوں مسکراہٹوں، قہقہوں کو سسکیوں کے روپ دیتے ہو۔۔۔؟؟

التجا ہے میری، ایک اپیل ہے خدارا رحم کرو، محبت نہ سہی ترس ہی کھاؤ، کم کرو ان بے وجہ کی سزاؤں کو دینا، ہمارے جرائم اتنا بڑا نہیں کہ سزا کی مدت روزِ حشر تک طویل ہو، محبت کرنا جرم نہیں ہے، نہیں ہے یہ ہم پہ گناہ، اس کی سزا روزِ جزاء تک محیط ہرگز نہیں۔۔۔۔ تمھیں اس کے سنگین نتائج بھگتنا پڑیں گے، سدھر جاؤ اپنی تباہی اپنے ہاتھوں سے کر رہے ہو، رک جاؤ ،چند لمحے صرف چند لمحے سوچو اپنے اعمال کو دیکھو اپنے گریبان میں جھانکو اگر تم اصلاح کی نظر

رکھتے ہو گے تو تمھیں تمھارے عیب ضرور دکھائی دیں گے، زندگی میں صرف ایک بار اپنی زات کو پرکھو صرف ایک بار۔۔۔!!

یاور نے چند سیکنڈ آنکھیں موند لیں، سچائی کہاں برداشت ہوتی ہے، کہاں کڑوے سچ ہظم ہوتے ہیں، وقت لگتا ہے۔۔۔۔ یاور نے ڈائیری بند کی اور لاؤنج میں آ گیا۔۔۔

❄❄❄❄❄❄

اب یہ کیلنڈر کو اور کتنی دیر تک گھرنا ہے، بتا دیں میں چلا جاتا ہوں" بابا جو کب سے یاور کے کمرے میں بیٹھے تھے مگر اسے اتنی دیر کیلنڈر کو گھرتے دیکھ کر منہ بسورتے ہوئے بولے۔۔" ارے نہیں آپ ناراض نہ ہوں، یہ لیں ہو گیا آپکی طرف متوجہ، فرمایئے اب" یاور نے اچھے موڈ میں کہا۔" بات ہی بھول گئی جو کرنی تھی، خیر آپ بتاؤ یاور بابو کیلنڈر میں کونسی داستان پڑھ رہے تھے" امجد بابا کی کہنے کی دیر تھی اور یاور کے چہرے پر ویرانی چھا گئی اس نے آہستہ سے کہا اسے خود اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔۔"شہوار کی برسی آ رہی ہے بابا 14 برسی بابا" اس نے پھر نگاہیں کیلنڈر پر جما لیں، بابا بھی سنجیدہ ہو گئے" ایک بات کہوں بابو" امجد بابا نے جھجکتے ہوئے کہا" جی کہیے بابا" یاور نے غمگین لہجے میں جواب دیا" یاور بابو کیوں نا ہم اس برسی پر شہوار بٹیا کی قبر پر چلیں" یاور کی آنکھ سے ایک آنسو گرا" مجھ میں ہمت نہیں ہے وہاں جانے کی بابا، وہ بہت پاکیزہ تھی مجھ گنہگار کے جانے سے اس کی پاکیزگی کو ٹھیس پہنچے گی بابا میں نہیں جا سکتا، اور پتا نہیں وہ وہاں دفن ہے بھی یا نہیں" یاور نے نگاہیں باہر کھڑکی سے لان میں مرکوز کر لیں، وہ ڈھیر سارا رونا چاہتا تھا لیکن بابا کے سامنے نہیں۔۔" بابو آپ کیوں ایسا

سوچتے ہیں، آپ ایک بار صرف جانے کا سوچو ساری تدبیریں خود بخود بے معنی لگیں گی جو آپ سوچے ہوئے ہو، رہی بات مدفن کی تو آپ ایک بار کہیں میں معلوم کروالیتا ہوں وہ وہاں ہیں یا نہیں۔۔۔" بابا میں "یاور بولنے لگا کہ بابا نے ٹوک دیا" بتاؤ بابو جاؤ گے یا نہیں۔۔،"لیکن بابا" ۔۔لیکن ویکن کچھ نہیں ہاں یا ناں "بابا نے اٹھتے ہوئے دوٹوک انداز میں کہا"ٹھیک ہے چلیں گے پر بابا"۔۔بس سہی ہے اب میں معلوم کر لوں گا پر ور کچھ نہیں، آرام کریں شب بخیر" بابا یہ کہتے لائیٹ بجھا کر چلے گئے، مگر ان کے جاتے ہی یاور نے کسی بچے کی طرح رونا شروع کر دیا ۔۔۔جب رو کے کچھ بوجھ دل سے کم ہوا تو پھر سے ڈائیری کھول لی۔۔۔

خود ہی دل کا روگ لگائے

خود ہی بیٹھا روئے

نیناں رے نیناں

تجھ سے برا نہ کوئی

نیناں رے۔۔۔

تو ہی برا۔۔۔

تجھ سے برا نہ کوئی

خود ہی دل کا روگ لگائے

خود ہی بیٹھا روئے۔۔۔

سب کی پریم کہانیاں

دل کی بے چینیاں

تو ہی شروع کروائے

نیناں رے ے ے۔۔۔

آنسو بن کے چھلکا جائے

دل کا پیمانہ۔۔۔

عشق میں ہیں اتنے صدمے

دل میرا نہ جانہ ہ ہ ہ۔۔۔

اب اک پل کی بھی دوریاں

مجھ سے سہی جائیں نا

درد بھری تنہائیاں

مجھ سے سہی جائیں نا۔۔۔

نیناں رے ے ے۔،۔!!'

یاور کی آنکھیں برس رہی تھیں، چبھن ہو رہی تھی دل میں، صفحے پر شہوار کے آنسوؤں کے نشان تھے، یاور نے انگلیاں ان پہ پھیریں اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔۔۔اس نے ایک ساتھ بہت سے صفحے الٹ دیے سب پہ شہوار کی اپنی شاعری تھی۔۔۔ یاور نے آخری چند صفحے نکال لیے۔۔۔

میرا دل سمندر جتنا وسیع نہیں ہے۔۔نہ ہی کسی مرکت یا کسی لوہے کی سلاخ کی مانند مضبوط ہے، یہ تو نہایت نرم اور بہت معصوم ہے۔۔۔ چھوٹی سی ضرب سے اسے شدت سے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔۔اور تم ہو کے اتنا درد دیے جا رہے ہو، دیے جا رہے ہو۔۔۔ لیکن اس معصوم کی برداشت دیکھو سہہ رہا ہے۔۔ہر چیز کی ایک حد مقرر ہے لیکن تمھارا درد لا محدود کیوں ہے۔۔؟۔۔۔

سنو۔۔۔!(شہوار کے سنو پہ یاور نے قرب سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔ کتنی مرتبہ اس نے سنو کا لفظ استعمال کیا مگر یاور کو ایک بار صرف ایک مرتبہ بھی سنائی نہ دیا ایک مرتبہ بھی نہیں۔۔۔ یاور نے سانس لیا اور دوبارہ گھن ہو گیا۔۔)۔۔۔سنو۔۔۔! میرے دل کی اب وہ استطاعت نہیں رہی۔۔اب یہ مزید کوئی درد سہنے کی قیفیت میں نہیں ہے۔۔مجھے نا جانے ایسا کیوں لگ رہا ہے کی اب مزید تھوڑے سے قرب میں ہی یہ راکھ ہو جائے گا،اس کی جلنے کی چنگاریاں مجھے دہکا کر بھسم کر دیں گی۔۔۔میری ذات مٹ جائے گی۔شہوار کے وجود کا نشان تک نہیں رہے گا،،مجھے ایک پل کے لیے بھی چین نہیں، نا جانے کیوں کسی خوفناک انہونی کا خدشہ ہر لمحہ کھٹکتا رہتا ہے،،میرے سجدے طویل سے طویل تر ہو گئے ہیں۔۔۔میری نیند کہیں کھو گئی ہو یا روٹھ گئی ہے ہمیشہ کے لیے شاید ہاں شاید کبھی نا مڑنے کے لیے۔۔۔میری آنکھیں جل جل کے کندن ہو گئیں ہیں، دن میں بھی اندھیرے کا شبہ ہوتا ہے،۔۔کتابوں میں تم نظر آتے ہو،۔۔ لفظوں میں میرے خیالات کے عکس دیکھائی دیتے ہیں۔۔۔بتاؤ کتنا کھٹن ہے ان لمحات میں جینا۔۔۔میرا زور زور سے چیخنے کو دل کرتا ہے لیکن میں یہ بھی کرنے سے محروم ہوں۔۔

میری محرومیوں کی فہرست دن بدن طول پکڑ رہی ہے، میں ہر چیز سے بیگانہ ہو رہی ہوں۔۔ میرا دم گھٹتا ہے اب یاور! میں خود کو ایک لاش فرض کرنے لگی ہوں جو ہے تو زندہ مگر روح کے بغیر۔۔۔(یہاں پہلی بار شہوار نے یاور کا نام لیا۔۔)۔۔۔

یاور نے ڈائیری کو سینے پر لپیٹا، آنکھیں بند کر لیں اور لمبے لمبے سانس کھینچے، کچھ پل کے لیے سکون کو اندر کھینچا اور پھر ڈائیری کو کھول لیا۔۔

تیری امید تیرا انتظار کرتے ہیں
اے صنم ہم تو صرف تم سے پیار کرتے ہیں
جانِ من ہم بھی تم پہ جان نثار کرتے ہیں
اے صنم ہم تو صرف تم سے پیار کرتے ہیں
خواب آنکھوں میں اب نہیں آتے
اب تو پلکوں میں تم سمائے ہو
ہر گھڑی ساتھ ساتھ رہتے ہو
دل کی دنیا میں گھر بسائے ہو
تیری ہر بات پہ ہم اعتبار کرتے ہیں
اے صنم ہم تو صرف تم سے پیار کرتے ہیں
ہم کو جس کی تھی وہ تلاش ہو تم
خوشبو سانسوں کی دل کی پیاس ہو تم

New Era Magazine

تیرے عاشق تیرے دیوانے ہیں

ساری دنیا سے ہم بیگانے ہیں

جان ہم پیار تمھیں بے شمار کرتے ہیں

اے صنم ہم تو صرف تم سے پیار کرتے ہیں

انتظار کسی بھی حالت میں جس کا بھی ہو۔۔بہت تکلیف دہ ہوتا ہے،اور محبت میں انتظار اتنا درد سے لبریز ہوتا ہے کہ ہم کروٹ کروٹ کراہتے ہیں۔لمحہ بھر کے لیے بھی چین میسر نہیں ہوتا ۔۔۔

ظاہر ہے دل،آنکھیں، نظر،خواہش جب کسی کی منتظر ہوں گی تو چین کہاں ہو گا،بے قراری بڑھتی جائے گی،اور پھر اس سب سے نجات پانے اور سکون کی تلاش میں ہم اس پاک ذات کے سامنے سجدا ریز ہوتے ہیں۔۔۔

سنو۔۔۔! میں نے ان تمام لمحات سے گزر کر دیکھ لیا ہے،سنا تو یہی تھا کہ خدا سے رجوع کرنے کے بعد اضطرابی میں کمی آتی ہے،انتظار کی مدت ختم ہوتی ہے لیکن۔۔۔میں تو ابھی تک وہیں کی وہیں ہوں۔۔دل کی خواہشیں ویسے ہی ہچکولے کھا رہی ہیں، تمھارے پہلو میں دل نہیں پتھر ہے شاید۔۔مگر دیکھو میں چاہ کر بھی تم سے نفرت نہیں کر پا رہی بلکہ محبت کا سمندر وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔۔۔اور میں یہ سوچ کر اپنی بے بسی پر خاموشی سے آنسو بہا رہی ہوں

۔۔۔۔۔

یاور نے ایک بار پھر آنکھیں صاف کیں وہ آج نا جانے کیوں بس شہوار سے مخاطب رہنا چاہ رہا تھا اس کے لکھے لفظ اسے انجانا سا سکون بخش رہے تھے۔۔۔

یاور کو اپنے ہاتھ من بھر کے لگ رہے تھے کیونکہ وہ جانتا تھا اب جو تحریریں آئیں گی وہ کتنے تکلیف دہ لفظوں پر مشتمل ہیں مگر پھر بھی اس نے صفحہ پلٹ لیا۔۔۔

وہ جو نہ ملے اسے ڈھونڈنا

اسے دیکھنا اسے چاہنا۔۔۔

کبھی دن ڈھلے کبھی شب جلے

اسے سوتے جاگتے سوچنا۔۔

ہے تیرے سوا میرے خدا۔

یہاں سب مسیحا عجیب سے

میں بکھر گیا ہوں مگر نہیں

گلہ کوئی مجھ کو رقیب سے

گلہ کوئی مجھ کو رقیب سے۔۔

یاور نے سر ڈائیری پہ رکھ لیا۔۔کاش تم گلہ کرتی شہوار کاش تم مجھ سے ساری شکایتیں کر لیتی کیوں نا کیا تم نے یہ سب کیوں نا کوئی شکوہ کیا مجھ سے شہوار تم خود کو سزائیں دیتی رہی، بلاوجہ کا جوگ پال لیا تھا تم نے تم کاش یہ غلطی نا کرتی جب محبت کر ہی لی تھی تو چھپایا کیوں،۔۔۔یاور ایک بار پھر شہوار کی تحریر کا جواب دے رہا تھا پھر سے اسے ملامت کر رہا تھا، اور اب سہی معنی

میں اسے لگ رہا تھا اس کے ہاتھ کٹ گئے ہوں وہ صفحہ پلٹنا چاہتا تھا مگر ہمت نہیں تھی اسے لگ رہا تھا شاید کوئی اس کی جان کھینچ رہا ہو۔اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے ڈائیری کا آخری صفحہ نکال لیا،اور تمام تر ہمت جمع کرتے ہوئے پڑھنے لگا مگر اس کے پڑھنے سے پہلے ہی آنکھیں چھلک پڑیں تھیں۔۔۔

آہ۔۔۔کیسی قسمت پائی میں نے،کیا نصیب لکھا ہے خدا نے میرا۔کوئی بھی اتنا بد نصیب نا ہوگا کوئی بھی اتنا خوار نا ہوا ہوگا،کتنی بے وقعت ہے میری زات کوئی حاصل نہیں کوئی مفاد نہیں کوئی معنی نہیں میرے وجود کا۔۔کتنی دعائیں مانگی میں نے قبولیت کی ہر گھڑی ہر پہر صرف اسے مانگا میں نے صرف ایک ہی دعا خدا سے کی،اس کے نام کے سجود ادا کیے،نوافل پڑھے تہجد میں اس کے نام کی عرض کی،لیکن کیا ہوا خدا نے چپکے سے اسے کسی اور کی قسمت میں لکھ دیا آج اس کا نام کسی اور کے نام کے ساتھ منسوب کر دیا گیا۔۔

کیا میں اتنی ہی بے معنی تھی،میری دعاؤں میں زرا بھی اثر نا تھا،کیا میری محبت کی عبادت میں کوئی کمی رہ گئی تھی،کیا میری خطائیں اتنی بڑی تھیں کی مجھے سنگین سزا ملی اسے میرا ہونے ہی نہیں دیا۔۔۔مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں پھر اس جہان میں ہوں ہی کیوں مجھے تو یہاں اسے چاہنے کو بھیجا گیا بد قسمتی کہو یا خدا کی طرف سے میری سزا مجھے رد کر دیا گیا میری تمام عبادت کو ٹھکرا دیا گیا۔۔۔کیوں ہوا میرے ساتھ ایسا،کیوں خدا نے اسے میرے دل میں ڈالا تھا آخر کیوں میری نظر کو میرے زہن و دل کو اس کی طرف مائل کیا میں گڑگڑا کے عرض کرتی تھی کہ اگر میری قسمت میں وہ نہیں تو اسے میرے قلب سے نکال دے اس کا خیال اس کی محبت کو

نکال دے کیوں خدا نے یہ نا کیا کیوں اسے میرا نا بنایا جب وہ قسمت میں تھا نہیں تو کیوں اس کی طرف راغب کیا۔۔ میں نے محبت میں اتنی کوتاہیاں کر دیں کیوں مجھے تب نارو کا آخر کیوں قسمت نے میرے ساتھ اتنا بڑا کھیل کھیلا کیوں مجھے فریب دیا، تقدیر نے مجھ سے دھوکا کیا کیوں، کیوں اسے میرا نہیں کیا وہ میرا نہیں ہوا آج سے میں کیسے اسے بھول پاؤں گی پہلے یکطرفہ محبت میں پل پل مرتی رہی اب میں کیسے زندہ رہوں گی اک آس تھی پہلے اب خالی ہاتھ میں کیسے جیوں گی کیسے رہوں گی میں خدا کرے میری سانسیں تھم جائیں، اے خدا میری روح کو قبض کر لے مجھ سے نہیں جیا جائے گا نہیں سہہ پارہی میں نہیں برداشت ہو رہا مجھ سے میری محبت نے قتل کر دیا میرا مجھے نہیں جینا اب کچھ بھی نہیں چاہیے، کچھ بھی نہیں،۔۔۔

کیوں کیا اے اللہ ایسا میرے ساتھ۔۔۔۔ کیوں مجھے اتنا درد دیا، کیوں ں ں ں ں ں ں۔۔۔

یاور کی ہچکیاں بندھ چکی تھیں، یہ شہوار کی موت سے 2 پہلے یاور کی منگنی کے دن لکھی جانے والی تحریر تھی آخری تحریر۔۔ صفحے پر بے شمار آنسوؤں کے نشان تھے شاید جتنا قرب ان لفظوں میں ہے اتنے قرب میں ہی شہوار تھی، اس کی تکلیف کا اندازہ ہو رہا تھا۔۔۔۔ یاور نے خود کو کچھ نارمل کیا اور چند آخری لفظ پڑھے۔۔

وہ میرا خواب تھا تقدیر نہیں بن پایا

ایک رشتہ تھا جو زنجیر نہیں بن پایا

مجھ سے مل پایا نہیں راستہ خواہشوں کا

پھول بھی نہیں کھل پایا ہے تمناؤں کا

دل کا منظر کبھی تصویر نہیں بن پایا

ہم محبت بھی کریں اور فنا ہو جائیں

اجنبی ہجر کے رستوں پہ چلیں کھو جائیں

اک محبت کی رفاقت میں گزر جائیں

آسماں تلے مٹی میں کہیں سو جائیں

اک ستارہ میری تعبیر نہیں بن پایا۔۔

وہ میرا خواب تھا تقدیر نہیں بن پایا

ایک رشتہ تھا جو زنجیر نہیں بن پایا...!!

ڈائیری ختم ہو چکی تھی کیونکہ اس کے بعد شہوار ختم ہو گئی تھی۔۔۔

یاور نے ڈائیری بند کی، گلاسز اتارے، آنکھیں صاف کیں ایک سرد آہ بھری اور کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں چند ثانیے کے لیے موند لیں اسے یاد آیا جب اس نے چچا سے پوچھا کہ کیا ہوا تھا شہوار کو جو اچانک اس کا انتقال ہو گیا تو چچا نے کہا "پتا نہیں بیٹا 2 ماہ سے چپ چپ سی تھی، اور پھر 10 یا 12 دن پہلے بخار ہوا اس کے بعد مکمل خاموش ہو گئی ڈاکٹرز کہتے تھے کوئی بھی بیماری نہیں ہے بلکل ٹھیک ہے ہم 2 دن پہلے گھر لے آئے تھے ہاسپٹل سے اور کل شام جب تمھاری چچی کھانا کھلانے گئی تب تک وہ ہمیں چھوڑ کے جا چکی تھی" یاور کی ہچکی نکل گئی۔۔۔

اس کی بیماری کسی ڈاکٹر کو کہا سمجھ آنی تھی محبت کی مرض کا تو کوئی طبیب ہے ہی نہیں۔۔۔۔۔

یاور نے ایک بار پھر ناک اور آنکھیں صاف کیں کمبل کی تہہ کھولی اور تان کر سو گیا۔۔۔۔

❁❁❁❁❁❁

10 دن بعد۔۔۔۔

چلیں یاور بابو" امجد بابا کمرے میں داخل ہوتے ہوئے یاور سے مخاطب ہوئے۔۔۔

جی بابا چلیں" بابا نے یاور کی ویل چیئر کو دھکیلنا شروع کر دیا یاور نے گزرتے ہوئے ڈائیری اٹھا لی تھی،امجد بابا کچھ بھی نہ بولے وہ جانتے تھے لاکھ روکنے پر بھی یاور نے اسے ساتھ لے کے ہی جانا تھا سو چپ رہے،بابا نے گیراج میں کھڑی گاڑی میں ڈرائیور کی مدد سے یاور کو بیٹھایا اور خود بھی ساتھ بیٹھ گئے۔۔"چلو چلاؤ گاڑی رفیق" بابا نے ڈرائیور کو کہا اور ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔۔،

قبرستان میں معمول سے ہٹ کے زیادہ ہجوم تھا شاید کسی کا جنازہ ابھی ہوا ہو،یاور نے اک آہ بھری امجد بابا بھی اور ڈرائیور بھی قبرستان کو ہی دیکھ رہے تھے،امجد بابا نے شہوار کی قبر کی کھوج لگا ہی لی تھی اس کی قبر وہیں تھی آج اس کی برسی تھی اور امجد بابا چونکہ ایک بار آ کے قبر کی نشاندہی کر چکے تھے سو خاموشی سے یاور کی چیئر دھکیلے قبر کی طرف جا رہے تھے۔۔۔

جونہی وہ لوگ قبر کے پاس پہنچے تو یاور وہیں ساکن ہو گیا اور قبر پر فاتحہ پڑھتے لوگ بھی اپنی جگہ پر ساکت ہو گئے تھے سب جیسے برف کے مجسمے ہوں کی طرح دکھائی دیے سب کی نظریں یاور پہ رکی تھیں اور یاور بھی چپ سادھے انہی کی طرف دیکھ رہا تھا اس منظر میں ہلچل یسرا ہ کے ساتھ لگ بھگ 8 سال کے بچے نے پیدا کی "ماما کیا یہ یاور ماموں ہیں،ماما یہ ماموں ہیں نا" وہ

کبھی یسراہ کی طرف دیکھتا تو کبھی یاور کی طرف یاور سمیت سب کی آنکھیں روانی سے برس رہی تھیں اچانک ہی یسراہ بھاگی اور یاور کی ٹانگوں پہ سر رکھے پھوٹ پھوٹ کے رو دی، یاور نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کے سر پہ رکھ دیا، قبر پہ انشرا شہوار کی ماما بابا، یاور کی پھوپو اور اس کی اپنی ماما بھی تھیں، انشرا کے ساتھ بھی ایک 3 یا 4 سال کا معصوم ہو بہو شہوار کی کاپی ایک بچہ تھا اور ایک ننھی سی گڑیا یسراہ کے ساتھ تھی جو اس کے ساتھ ہی بھاگ کے آئی تھی سب اپنی جگہ سے اک انچ بھی نہیں ہلے بس یسراہ اور یاور کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

"بس کرو یسراہ، یسراہ بس میری لاڈلی تمھارے بھائی کی قسمت ہی ایسی لکھی تھی نہ مت رو میری جان" یاور اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے بول رہا تھا "بہت برے ہیں آپ بھائی بہت برے ہم نے آپکو بہت یاد کیا ماما بہت روتی ہیں آپکے لیے" یسراہ سر اوپر کیے بغیر بلکتے ہوئے کہہ رہی تھی سب بھول بھال کے وہ شکوہ کناں ہو گئی، پھر وہ ناک رگڑتی سیدھی ہوئی اور خود چیئر امجد بابا سے لے کر بلکل قبر کے پاس لے گئی یاور نے خاموشی سے فاتحہ پڑھا مگر وہ خود پہ قابو نہ رکھ سکا اور شہوار کی قبر پہ اس کا فاتحہ پڑھتے اسے بہت تکلیف ہو رہی تھی وہ بچوں کی سی ہچکیاں لیے رو رہا تھا، انشرا کی اچانک نظر یاور کی گود میں رکھی اس سیاہ ڈائیری پر پڑی اور ایک آنسو اور ٹوٹ کے اس کی گال پر بہہ گیا، سب نے یاور کو بہت جتن کر کے چپ کروایا وہ خاموشی سے رو رہا تھا جو کہہ رہا تھا وہ دل ہی دل میں شہوار سے مخاطب تھا، اک آخری نظر قبر پر ڈالتے یاور کے چچا اس کی چیئر جانے کے لیے دھکیلنے لگے امجد بابا نے آنکھیں صاف کیں اور ڈرائیور کے ساتھ پیچھے چل پڑے۔۔۔

New Era Magazine

(ختم شُد)

نوٹ

تیرے نام پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine